ڈاکٹر ترنم ریاض: شخصیت اور شاعری

ریسرچ اسکالر:
رائلہ فاطمہ انصاری
یونیورسٹی آف کوٹہ، کوٹہ،
راجستھان

نگراں:
ڈاکٹر حسن آرا
گورنمنٹ آرٹ کالج، کوٹہ،
راجستھان

ملخص

دنیا کے ہر ملک اور ہر حصے میں خواتین نے اردو شعر و ادب میں اپنی قلم سے جوہر دکھائے ہیں، شاعری کے میدان میں بھی خواتین ایک عرصے سے اپنی موجودگی کا احساس دلاتی رہی ہیں۔ بیسوی صدی کے بعد سے ہی خاتون شاعرات کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ اب جس کثرت سے ادب میں کلام شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں ایک بڑا حصہ خاتون کی تخلیقات کا بھی ہوتا ہے۔

بیسوی صدی کی آٹھویں دہائی میں اردو ادب کی خاتون شاعرات میں ڈاکٹر ترنم ریاض کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ ترنم ریاض جدید دور کی اہم شاعرہ اور ادیبہ ہیں۔ وہ ایک کامیاب افسانہ نگار، تنقید و تحقیق نگار، شاعرہ، ترجمہ نگار اور ناول نگار ہیں۔ ترنم ریاض ۹ راگست ۱۹۶۳ء کو سری نگر کشمیر میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد چودھری محمد اختر خان اور والدہ ثریا خان ہے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد انہوں نے اردو اور ایجوکیشن میں ایم۔اے۔ کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد

ایم۔ایڈ۔کی ڈگری لی۔اس کے علاوہ کشمیر یونیورسٹی سے ایجوکیشن میں پی۔ایچ۔ڈی۔کی ڈگری بھی حاصل کی۔انہوں نے تقریبا بیس سے بھی زیادہ کتابیں تخلیق کی ہیں اور ان کی تخلیقات ہندوستان اور بیرونی ممالک کی متعدد یونیورسٹیوں میں موضوع بحث رہی ہیں۔

....

ادب کی دنیا میں اردو زبان وادب کو ممتاز مقام حاصل ہے اور یہ مقام دلانے میں اردو شاعری کو سب سے بڑا شرف حاصل ہے۔اردو شاعری اس گلدستے کی مانند ہے۔جس کے تمام پھولوں میں غزل کا ساترنم،نظم کی سی موسیقی ،دیگر اصناف کی سی تازگی اور ان سب کی خوشبو سموئی ہوئی ہے۔اردو شاعری کا انداز بیان ہمیشہ سے ہی دل کو لبھانے والا رہا ہے۔اردو ادب میں شاعری کو کافی مقبولیت حاصل ہے۔ان میں حسن ومحبت کی شاعری ہو یا غم کی،زندگی اور انسانیت کا حوالہ ہو یا پھر دنیا کی بے ثباتی کا ذکر غرض کہ تمام تر پہلوؤں پر اردو شعراء نے اپنے کلام سے اردو شعروادب کو مہکایا ہے۔ان میں خاتون شاعرات بھی شامل ہیں۔

دنیا کے ہر ملک اور ہر حصے میں خواتین نے اردو شعروادب میں اپنی قلم سے جوہر دکھائے ہیں،شاعری کے میدان میں بھی خواتین ایک عرصے سے اپنی موجودگی کا احساس دلاتی رہی ہیں۔بیسوی صدی کے بعد سے ہی خاتون شاعرات کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔اب جس کثرت سے ادب میں کلام شائع ہوتے رہتے ہیں۔ان میں ایک بڑا حصہ خاتون کی تخلیقات کا بھی ہوتا ہے۔

بیسوی صدی کی آٹھویں دہائی میں اردو ادب کی خاتون شاعرات میں ڈاکٹر ترنم ریاض کا نام اہمیت کا حامل ہے۔ترنم ریاض جدید دور کی اہم شاعرہ اور ادیبہ ہیں۔وہ ایک کامیاب افسانہ نگار،تنقید وتحقیق نگار،شاعرہ،ترجمہ نگار اور ناول نگار ہیں۔ترنم ریاض ۹/اگست ۱۹۶۳ء کو سری نگر کشمیر میں پیدا ہوئیں۔ان کے والد چودھری محمد اختر خان اور والدہ ثریا خان ہے۔ابتدائی تعلیم کے بعد انہوں نے اردو اور ایجوکیشن میں ایم۔اے۔کی ڈگری حاصل کی۔اس کے بعد ایم۔

ایڈ۔کی ڈگری لی۔اس کے علاوہ کشمیر یونیورسٹی سے ایجوکیشن میں پی۔ایچ۔ڈی۔کی ڈگری بھی حاصل کی۔انہوں نے تقریباً بیس سے بھی زیادہ کتابیں تخلیق کی ہیں اور ان کی تخلیقات ہندوستان اور بیرونی ممالک کی متعدد یونیورسٹیوں میں موضوع بحث رہی ہیں۔

ڈاکٹر ترنم ریاض کو یوپی اردو اکیڈمی ایوارڈ (۱۹۸۸) اور دہلی اردو اکیڈمی ایوارڈ (۲۰۰۴) اپنے افسانوی مجموعوں کے لیے ملے۔انہوں نے ساہتیہ اردو اکادمی اور شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی کی جانب سے اردو ادب میں خواتین کے رجحانات کے موضوع پر منعقد کیے گئے سیمینار اور کانفرنس میں بھی حصہ لیا۔ان کو ۲۰۱۴ء میں SAARC لیٹریچر ایوارڈ سے نوازا گیا۔شاعری اور نثر میں اپنے کام کے لیے انہیں متعدد قومی اور بین الاقوامی انعامات اور اعجازات سے نوازا جا چکا ہے۔ان کے کام کو کئی ہندوستانی اور مغربی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا۔وہ ریڈیو اور ٹی وی پر کئی سالوں سے اردو نیوز براڈ کاسٹر، مترجم اور ثقافتی پروگراموں میں کام کر چکی ہیں۔انہوں نے کشمیر کے خاص اردو اخبارات اور جرائد میں خواتین کے کالم میں بھی ترمیم کی ہے۔

ترنم ریاض کے اب تک ۳ شعری مجموعہ منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔یہ ہیں:

۱۔ پرانی کتابوں کی خشبو۔ ۲۰۰۵

۲۔ بھادوں کے چاند تلے۔ ۲۰۱۵

۳۔ زیرِ سبزہ محدِ خواب۔ ۲۰۱۵

اس کے علاوہ ان کی تصانیف میں افسانوی مجموعوں میں ''یہ تنگ زمین (۱۹۹۸)''، ''ابابیلیں لوٹ آئینگی (۲۰۰۰)''، ''یمبر زل (۲۰۰۲)''، ''میرا رختِ سفر (۲۰۰۸)'' ہیں۔تنقیدی وتحقیقی کتابوں میں ''بیسویں صدی میں خواتین کا اردو ادب (۲۰۰۵)'' اور ''چشمِ نقشِ قدم (۲۰۰۵)'' بھی بہت مقبول ہیں۔ان کے ناولوں میں ''مورتی (۲۰۰۲)''، ''برف آشنا پرندے (۲۰۰۹)'' اور زیرِ طبع ناول ''صحرا ہماری آنکھ میں'' بھی منظر عام پر آ چکے ہیں۔انہوں نے ترجمے بھی کیے، جن میں ''سنو کہانی (ہندی سے ترجمہ)''، ''ہاؤس بوٹ پر بلی (انگریزی سے ترجمہ)''

اور ''گوسائیں باغ کا بھوت (ہندی سے ترجمہ)'' بھی منظر عام پر آ چکے ہیں۔ترنم ریاض کی شاعری ہندوستان اور پاکستان کے کئی مشہور رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں۔جن میں شیرازہ (سری نگر)، ایوانِ اردو (دہلی)، تخلیق (لاہور)، پنج دریا (جالندھر) وغیرہ شامل ہیں۔

بقول ڈاکٹر گوپی چند نارنگ:

''ترنم ریاض کے نام پر بہت سے لوگ چونکیں گے لیکن کم لوگوں کو معلوم ہے کہ ادب کی دنیا میں اپنی آہٹ سے یا آہنگ سے لہجے سے معنویت یا افسانویت سے چانکانا بھی ایک جمالیاتی عمل ہے۔''

(یمبر زل، از ترنم ریاض، نرالی دنیا پبلیکیشنز۔ص ۱۷۸)

۴

ترنم ریاض کا شمار جدید دور کی ان کامیاب شاعرہ میں ہوتا ہے جن کی شاعری میں آج کے دور کے حالات بڑے تجربے کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔وہ اپنی شاعری کے موضوعات اور عنوانات میں اکثر عورتوں، پرندے، بچوں، موسم اور موجودہ واقعات وغیرہ کی دلکش فضا بنتی ہیں اور یہ ان کی شاعری کی ایک اہم خصوصیات بھی ہے۔ان کا پہلا مجموعہ ''پرانی کتابوں کی خوشبو' جون ۲۰۰۵ میں شائع ہوا۔اس میں ان کی ۱۳۱ نظمیں اور اس کے بعد آخر میں ۲۵ غزلیں شامل ہیں۔اس کتاب کا آغاز انہوں نے اس شعر سے کیا ۔

موتی چھوڑ کے سیپی چن لیتے ہیں بچے
چاند کی خاطر بھی پھول مچل جاتے ہیں

اس کے بعد غالبؔ کا یہ شعر شالم کیا گیا ہے ۔

ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے
اک شمع ہے دلیل سحر ، سو خموش ہے

ان کی کتاب کے عنوان کا شعر اس طرح ہے ۔

عجب ہلکی ہلکی
عجب بھینی بھینی
عجب اجنبی سی
عجب اپنی اپنی
کرے یاد مہکے
مرے دل کے اندر
پرانی کتابوں کی
خوشبو کی صورت

ان کی شاعری ہر طرح کے جزباتی راگ سے بھرپور ہے جن میں محبت، نرمی، نفرت، غم، غصہ، طنز، تڑپ، ستم ظریفی کے ساتھ ساتھ عشق، حسن اور لطف وغیرہ موجود ہیں۔ سب سے خاص بات یہ ہے کہ تمام جزبات اور کیفیات کا اظہار ہوتے ہوئے بھی ان کی شاعری تھوڑی پیچیدگی لیے ہوئے ہے مگر اس میں بھی ان کے اظہارِ خیال میں لچک اور عفت موجود ہے۔

۳

ان کے کلام میں ان کے تجربات اور محسوسات کی بھرپور عکاسی نظر آتی ہے۔ ان کی شاعری عہدِ حاضر کی تمام تر کیفیات سے جڑی ہوئی ہے۔ آج جو واقعات، حادثات اور حالات ہمارے سامنے پیش آرہے ہیں۔ ان کا ذکر ترنم ریاض نے اپنی شاعری میں بخوبی کے ہے۔ مثال کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

یہ کس نے بوئی ہیں چنگاریاں تیری زمینوں میں
یہ کس نے آگ سی سلگائی ہے معصوم مینوں میں
کوئی ویران موسم آ بسا بارہ مہینوں میں
کہ جیسے ہوں نہ تاثیریں ہی اب جھلکتی جینوں میں

کسی نے باغباں بن کر جلایا مرغزاروں کو
کسی نے بائباں بن کر اجاڑا بہاروں کو

ان کی نظموں کو پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ غمِ یار اور غمِ بہار ہی سب کچھ نہیں ہیں غمِ جہاں کو بھی محسوس کرنا چاہئے۔ان کی شاعری میں تصوف کا رنگ بھی موجود ہے۔

بقول بلراج کومل:

''ترنم ریاض کی شعری کائنات، مظاہرہ فطرت سے کے کر انسانی مسائل اور انسانی رشتوں کی گونا گوں کیفیات کی فنکارانہ تجسیم سے وابستہ ہے لیکن اس عمل میں نہ تو وہ موضوعات کی میزان سازی کرتی ہیں اور نہ ہی کوئی اشتہاری اعلان نامہ تیار کرتی ہیں۔ان کی نظمیں اپنے متنوع دائرہ کار میں انسانی ردِعمل کی انتہائی نرم و نازک مثال ہیں اور منطقی نتائج مرتب کرنے کے بجائے قاری کے دل میں جمالیاتی کیف و انبساط کی روشن فضا خلق کرتی ہیں۔وہ نظم کو ایک نامیاتی اکائی کے روپ میں دیکھتی ہیں اور بکھراؤ اور لسانی انتشار سے گریز کرتی ہیں۔غالباً اس لئے ان کی نظمیں محض تحریری نہیں ہیں بلکہ متکلم تصویریں ہیں۔''

(پرانی کتابوں کی خشبو، از ترنم ریاض، ایجوکیشنل پبلیشنگ ہاؤس، دہلی۔ص ۲)

۴

ترنم ریاض کا دوسرا شعری مجموعہ ''بھادو کی چاند تلے'' ۲۰۱۵ میں اردو اکادمی دہلی سے شائع ہوا۔ یہ ان کے ماہیئے کا مجموعہ ہے۔ ماہیئے پنجاب کی ایک مقبول شعری صنف ہے۔ یہ تین مصرعوں والی نظم ہوتی ہے۔اس کتاب کی ابتداء اس شعر سے کی جس کو انہوں نے پروفیسر ریاض پنجابی کے لیے کہا۔

صدا، نغمگی، طرز، آہنگ ساز

ترنم کی تکمیل، طاقت ریاض

ان کے ماہیے کی زبان صاف وسادہ، آسان اور دلکشی لیے ہوئے ہے۔اس مجموعہ میں ان کے حمدیہ ماہئیوں کے ساتھ ساتھ مختلف عنوانات کے ماہیئے بھی شامل ہیں۔انہوں نے ماہیئے کے آہنگ پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے اسے نغمہ ساز اور بنایا ہے۔ان ہیں ہر طرح کے موضوعات غرض کہ حسن وعشق کے نغمے، زنانے کے مسلہ، بے وفائی، موسم، فطرت، زندگی وغیرہ کے معاملاتشامل ہیں۔چند مثالیں پیش ہیں ۔

ذروں پر نام لکھا
سانس ہیں رب تو ہی
ہر شے ہیں ہے نور ترا

مٹی کی مہک آئے
ماہیئے لکھے ہوئے
من خوشبو سے بھر جائے

سن کر کوئل کی کوک
رت برساتوں کی
مرے دل میں اٹھے ہے ہوک

ترنم ریاض کا تیسرا مجموعہ ''زیرِ سبزہ محوِ خواب'' ہے۔ یہ بھی اردو اکادمی دہلی کے مالی تعاون سے ۲۰۱۵ میں شائع ہوا۔ یہ مجموعہ ان کی پابند نظمیں، آزاد نظمیں اور غزلوں پر مبنی ہے۔اس کی ابتداء میں جو شعر کیا ہے وہ انہوں نے کشمیر کے نام کیا ہے ۔

مخالف ساعتوں میں تجھ کو ہمدم کون رکھے گا
مری وادی ترے زخموں پہ مرہم کون رکھے گا

۵

ترنم ریاض نے بچوں اور عورتوں کے جزبات کا اظہار اپنی شاعری میں بخوبی کیا ہے۔ وہ عورتوں کو ہمیشہ اولیت پر رکھتی ہے۔ترنم ریاض کی خاصیت یہ ہے کہ ان کی شاعری میں تجربہ کا رنگ اور روایت کا بھرپور شعور ملتا ہے۔ان کی شاعری کا بیانیا انداز ان کی اپنی ذات کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اقدار اور تہزیب پر مبنی ہے۔وہ ایک ایسی شاعرا ہیں جو اپنی شاعری کو سادہ اور آسان انداز میں بیان کرتے ہیں۔ان کے فن کی خصوصیات یہ ہے کہ وہ حقیقت پسند ہیں۔وہ اپنے شعری موضوعات کا انتخاب بڑی تازگی اور سادگی سے کرتے ہیں۔ان کی شعری تخلیقات میں وطن سے محبت اور خاص کر کے کشمیر کی خوبصورتی دکھائی دیتی ہے۔ان کا اظہارِ خیاک قابلِ ذکر ہے۔

اردو ادب میں عشقہ شاعری کی ایک خاص روایت ہے۔خاص کر کہ غزلیں روایتی طور پر شاعروں کی آوازوں کے ساتھ وابستہ ہیں جس میں مہوبہ کی خوبصورت صفات کا ذکر ہے۔مگر ترنم ریاض کی شاعری میں رومانیت کم ہے۔ان کی غزلیں اور نظمیں مختصر،عین مطابق و معاشی ہیں۔ ان میں ترنم اہم اور برقرار رہتا ہے۔ان کی شاعری قارئین کو خود بہ خود سوچنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ چند اشعار ملاحظی ہوں۔

ذرا ذہن کو یاد کی وادیوں میں کھلا چھوڑ آئیں
کہ دامن سے لاضی کی ان دولتوں کو بھلا کیوں لٹائیں

منہ بسورے یہ شام کھڑکی پر
آن بیٹھی ہے دوپہر ہی سے
دل کہ جیسے خزاں زدہ پتہ
ٹوٹنے کو ہے،
کوئی بات کرو!

لگی رہتی ہیں در پر عمر بھر ماں باپ کی آنکھیں
نکل جاتے ہیں بچے خوابوں کے تعاقب میں

ترنم ریاض ایک شاعرہ اور افسانہ نگار ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے کے مختلف مسائل پر ہمدردی کے ساتھ غور وفکر کرنے والی حساس دل انسان بھی ہیں۔ان کی شاعری کی خوبی دلکش فضا آفرینی ہے۔ یہ ترنم ریاض کے فن کی سب سے بڑی خوبی ہے۔

بقول وارث علوی:

''ترنم ریاض صحیح معنی میں ایک خلاف ذہن کی مالک ہیں۔''

(چشمِ نقشِ قدم،از ترنم ریاض، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی۔ص۲)

☆☆☆